

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشارات

شریعتِ بل کے خلاف حکومتی تحریک مخالفت !
نسوانی جمہوریت کے ماتھے کا جڑاؤ زور !
اہلِ پاکستان کے لیے قوتِ شر کا تمغہ مرگِ غیرت !

لیجیٹ ! نفاذِ شریعت کا راستہ روکنے کے لیے خود حکومت میدان میں آگئی ۔
یہ حکومت جس نے جمہوریت کی مالا کا جاپ کرتے ہوئے اب تک قوم کو خیانت ،
خون خرابے ، مالی تباہی ، ٹیکسوں اور مہنگائی کے نئے نئے ردوں کے سوا کچھ نہیں دیا ، وہ
اب کسی پھنیر سانپ کی طرح اپنا پھن اٹھا کر پھنکارتی ہوئی نفاذِ شریعت کا راستہ روک
کر کھڑی ہو گئی ہے ۔ شریعتِ بل وہ کلید ہے جس سے ہمارے موجودہ و مردودہ دستور
قانونی سسٹم میں قانونِ الہی کے نفاذ کا راستہ کھلتا ہے ۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم شریعت
کے مخالف نہیں ، ہم تو شریعتِ بل کے مخالف ہیں ، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم
ریل گاڑی کے مخالف نہیں ہیں ، بس ہم اس کے لیے پیٹری بچھانے کے خلاف ہیں ۔
انسان جب آفتاب جیسی کسی حقیقت کا انکار کرنے پر تکل جاتا ہے تو وہ اپنے حق
میں استدلال کے لیے ایسے ایسے تارے آسمان سے توڑ لاتا ہے ، بلکہ کبھی نوپورے
نظامِ کہکشان کو کھینچ کر فرشِ پا بنا لیتا ہے ۔ آج میں نہ مانوں گا یہ تماشا ہم اپنی چشمِ سر
سے دیکھ رہے ہیں ۔

نفاذِ شریعت (اور بنیاد پرستی) کے خلاف امریکہ ، برطانیہ ، اسرائیل ، روس ،

کابل اور بھارت سب ہماری حکومت کی پشت پر ہیں۔

صورت اگر یہ ہوتی کہ مخالفتِ نفاذِ شریعت کے لیے کچھ لادینیت پسند، کچھ آوارہ مزاج، کچھ بیمار مٹی تفرقہ کے جذامی، کچھ ماہرینِ خیانت اور کچھ قاتل اور ڈاکو اور مجرم لوگ از خود شریعتِ بل کے خلاف میدانِ سیاست میں جنگی کارروائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے تو ہم دیکھتے کہ اس قوم کے اربابِ الحاد اور مغرب پرستوں، اور منافقت کے فن کاروں اور فر دختی گھوڑوں اور گھوڑیوں کا تناسب کیا ہے۔ اور ہم دیکھتے کہ یہ قوم اُن سے کیسے نمٹتی ہے۔ مگر اب تو عجیب و غریب صورتِ حالات پیدا ہو گئی ہے کہ عوامی سیاسی بازی گری کی ڈائرکٹر شپ خود سنبھال لی ہے۔ یعنی پہلے جس بے ضمیر آدمی میں اتنی جرأتِ سجا نہ ہوتی کہ وہ حرکت میں آتا۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ وہ کوئی حرکت مذہبی نہ کرتا، مگر اب اُسے اقتدار خود آواز دے رہا ہے کہ اُٹھو، اور اس کی منافقت میں دس گنا زیادہ جسارت پیدا ہو گئی ہے۔ اب تو حکومت نے خود عوام یا اپنی پارٹی کے لوگوں کو نہیں بلکہ محکمہ مذہبی امور کے نام حکم جاری کیا ہے کہ وہ شریعتِ بل کے خلاف تحریک اُٹھوائے۔ محکمہ مذہبی امور کے مہیاگ بھی جاگے کہ اور تو جمہوری دور میں اس سے خدمتِ دین کا کوئی کام سرانجام نہ پاسکا۔ اب بے حرکت پڑی ہوئی مشین کو اُلٹا چلا دیا گیا ہے کہ وہ دین کی سربلندی کی سیاسی، قانونی، علمی، فکری اور سماجی کوئی خدمت کرنے کے بجائے غلبہ دین کے لیے جو اولین قدم قرار داد مقاصد کے عین موافق اور قائدِ اعظم اور اقبال کی قوم کے ولولہ ایمانی کے عین مطابق شریعتِ بل کی شکل میں اُٹھایا جا رہا ہے۔ اسے روکنے کے لیے مزاحمتی تحریک چلانے کے انتظامات کرے۔ کیا ہماری حکومت محکمہ مذہبی امور کو ان حکمرانوں کی طرح استعمال کرنا چاہتی ہے جنہوں نے امام مالک، امام ابو حنیفہ، اور امام احمد بن حنبل اور امام تیمیہ کی خاموش علمی تحریکوں کے خلاف جیل کی زنجیریں اور کوڑے استعمال کیے۔ یا کیا وہ اکبری دور کے خواب میں گم ہو کر نام نہاد علماء سے حقیقی علماء کا جادہ اقامتِ دین رکوانا چاہتی ہے۔ کیا اُسے معلوم ہے کہ مجدد الف ثانیؑ کے خلاف اقتدار نے کیا کیا۔ اور اس کا جواب قدرت نے کیا دیا۔ اس کا

جواب اور نگ زیب عالمگیر تھا جس نے اکبر بادشاہ کے ہر نشان کو محو کر کے چھوڑا۔
 محکمہ مذہبی امور کے نام باقاعدہ فرمان جاری ہوا ہے ملاحظہ ہوا اخبار جنگ مورخہ
 ۱۶ جولائی ۱۹۹۰ء) کہ محکمہ شریعت بل کے مخالفین کو (تلاش کر کے) آگے لائے، ماڈرن
 خواتین (میری تجویز ہے کہ مخالف شریعت جمہوری مظاہروں میں طوائفوں کو بھی استعمال
 کرنا چاہیے۔ راقم، پیپلز پارٹی کے وکلاء اور (نورانی میاں کی شاندار قیادت میں)
 علماء کو اچھا ہے وہ نام دھاری ہوں یا نہ خرید۔ راقم) احتجاجی مظاہروں کے لیے
 اُکسا کر وفاقی ایوان تک لایا جائے۔ علماء کے علاوہ پیروں (پیران پارسا۔ راقم)
 مذہبی تنظیموں اور خواتین تنظیموں سے اخبارات میں شریعت بل کے خلاف بیانات اور
 اشتہارات دلوائے جائیں۔ بارابیسویں ایشیوں میں قراردادیں منظور کرائی جائیں۔
 افسوس کہ ہماری حکومت میں جبر و مکر اور غل و غش کی ارواح بدگھس گئی ہیں۔
 اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے، سخت قابلِ مذمت اور قابلِ نفیر ہے۔ ہماری بدبختی
 اعمال اور شومی قسمت کہ ہمارے یہاں جمہوری قبا میں نہ جانے استبداد کا کوئی دیو
 ناچ رہا ہے یا کوئی سحر طراز چڑیل۔

جمہوری لحاظ سے پہلا سوال یہ ہے کہ جب فضا میں کسی طرف سے سیاسی مظاہروں
 کی ہل چل موجود نہیں، کیونکہ سندھ، حیدرآباد، کراچی، انسانی جانوں، خون اور آبرؤ
 کی تباہی کو بے احساس کھٹے تیلیوں اور جاندار وحشی روبوٹوں نے جس طرح روند کا
 تماشا بنا رکھا ہے اس کے صدمے نے لوگوں کو سن کر دیا ہے۔ اوپر سے دشمن کی تلوار
 سروں پر لٹک رہی ہے، معاشرے کے حالات عذابِ الہی کا اندیشہ دلاتے ہیں۔
 ایسے میں قوم ملک گیر مظاہروں کا مذاق اس وقت نہیں رکھتی ہے۔ افغانستان کے
 احوال کی خرابی اور کشمیری مجاہدین کے بارے میں بین الاقوامی ڈپلومیسی کے دائرے
 میں ناکامی کی ذمہ دار حکومت جو حال ہی میں اسلامی اور پاکستانی نقطہ نظر سے نظام
 تعلیم کی تباہی کا منصوبہ اپنے پشت بانوں سے قبول کر کے اس پر عملی کارروائی شروع
 کر چکی ہے۔ اب لے دے کے اس کے لیے ان حالات میں یہی کام رہ گیا ہے کہ شریعت

کے خلاف مظاہرے کرائے۔

دوسری گزارش ہم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ چاہیے یہ تھا کہ حکومت جمہوریت کے احترام میں اس معروف عام اور عرصہ سے زیر بحث رہنے والے بل کو جو سینیٹ کے ایوان سے پاس ہو کر آگیا ہے، زیریں وفاقی ایوان میں پیش کر کے دونوں کی آراء اور دلائل کو بھی سنتی، مختلف تعلیمی و دینی ادارات، اخباری دانشوروں، تعلیمی ماہرین، وکلاء کی انجمنوں سے اس کے متعلق رائے بھی سامنے کے سامنے طلب کر لیتی، نیز از خود بھی میسٹلہ ایوان میں آنے کے بعد اخبارات اور جلسوں میں زیر بحث آتا — پھر آخر کسی ہنگامہ آرائی کی ضرورت ایک ایسی حکومت کو کیا تھی جس کے سامنے اکثریت ہے، اور جس کے پاس قوم کا منڈیٹ ہے (چاہے کتنے فی صد ہو)۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ تھا کہ وہ خود ایک شریعت بل لاتی جو قرآن و سنت کے تقاضوں سے زیادہ اقرب ہوتا اور قرار داد مقاصد کے زیادہ مطابق اور تحریک پاکستان اور دیگر دینی تحریکات کے ملنے والوں کے دینی رجحانات کا زیادہ آئینہ دار ہوتا۔

پھر ایوان کے اراکین اور قوم کے عوام یہ دیکھ لیتے کہ پلڑا کدھر بھاری ہے۔ صداقت و دیانت کی اس راہ کو چھوڑ کر اور اپنے ایوانوں کو، اور ایوانوں کے اندر اپنے آپ کو کمزور پا کر یہ بچکانہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ خود حکومت ہی کی مشینری سے تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ شریعت بل کی مخالفت کی تحریک اور اس کے مظاہروں کے انتظامات کرے۔

چوتھی شکایت ہمیں یہ ہے (اور اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے) کہ حکومت کو حکومت کی مسند سے بات کرنے کے بجائے، پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن کو اپنی پارٹی سے یہ بات کہنی چاہیے تھی کہ وہ کسی سیاسی تحریک اور مظاہرہ راقی سرگرمی کا آغاز کرے۔ یہ کام بھی اگر چیکے سے اندر ہی اندر کر لیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ لیکن حکومت کی کرسی سے ایک سرکاری ٹھکے کو ایسے کام کے لیے حکم دینا گویا سرکاری مشینری کو سیاست کے چکر میں

ڈالنا ہے۔ حالانکہ سرکاری محکمے یا افسر یا ملازم نہ تو کسی پارٹی کے غلام ہوتے ہیں اور نہ ان کا سیاسی استعمال جائز ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ آپ قلم چلانے والے شریف، دیانت دار اور انصاف پسند افسر کو یہ حکم دیں کہ کل سے آپ قلم کی جگہ ڈنڈا اور کاغذ کی جگہ پارٹی کا جھنڈا لے کر میدان میں کھڑے ہوں۔

جناب والا! یہ حکومت چلانے کے طریقے نہیں ہوتے، بلکہ حکومت کی مشینری کے ہر تپڑے اور پیچ کو خراب اور تباہ کر دینے کے انداز ہیں۔ ہمیں ایسے نقصانات پہلے بھی بہت پہنچے، مگر سرکار جمہوریت نے تو حد ہی کر دی۔

محکمہ مذہبی امور کا یہ کام بہر حال نہیں کہ وہ محکمہ لاندہی امور میں بدل جائے۔ ایسا ہوا تو آئندہ اس کی کوئی دینی اہمیت نہیں رہے گی۔ اگر اس کے افسران میں دین و شریعت سے وفاداری موجود ہے تو وہ کسی مخالف دین و شریعت تحریک کے لیے اپنی خدمات ضمیمہ زندہ کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔ ان کی وفاداری پاکستان سے ہے، دستور (اور قرار واد مقاصد) سے ہے اور ان کی وفاداری بنیادی ضابطہ ملازمت سے ہے۔

پانچواں نکتہ توجہ یہ ہے کہ حکومت یا ایوان کے پروگراموں یا فیصلوں کے خلاف اگر کوئی مظاہرہ احتجاج ہو تو اب تک کی روایت یہ رہی ہے کہ اول تو مظاہرین یا مطالبہ کرنے والوں کو اسلام آباد میں گھسنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ پہلے ہی لامٹھی، گیس، گولی سے تواضع شروع ہو جاتی ہے۔ ستم یہ کہ اب اپنی ضرورت سے حکومت خود جلوسوں کو ایوان تک آنے اور منہگامہ مچانے کی دعوت دے رہی ہے۔ یعنی یہ ایک مصنوعی گھریلو ڈرامہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر دوسرے نقطہ نظر کے کثیر التعداد علمبرداروں کے جلوس اور مظاہرے ہوئے تو کیا ان کو بھی حکومت ویسے ہی مواقع اور آسانیاں دے گی؟ اگر نہ دے گی تو وہ غیر جانب دار حکومت نہیں ہے۔ لہذا اس کے لیے انصاف کرنا ممکن نہیں۔ اور جو حکومت جانب دار ہو اور انصاف نہ کر سکے وہ جمہوری تو ہرگز نہیں ہو سکتی، لہذا مسئلہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں اسے حکومت کرنے کا حق بھی حاصل نہیں۔ جہاں تک ہماری یادداشت کا تعلق ہے وہ قوم یا دین سے اب تک

کسی بڑے معاملے میں انصاف نہیں کر سکی۔ آخر شریعتِ ہل کے مسئلے میں کیسے انصاف کرے گی جو اس کے لیے ”گل گھوٹو“ سے کم نہیں ہے۔

بھٹی گزاریش یہ ہے کہ ان غیر جماعتی اور غیر منظم اور نامعلوم افراد کے ہجوموں میں لازماً قادیانی شریک ہوں گے کیونکہ وہ نفاذِ شریعت کے مخالف ہیں۔ راقم، شیعہ اور اسماعیلی ضرور شریک ہوں گے، کیونکہ وہ پہلے بھی اس ہل کی مخالفت اس بنا پر کرتے رہے ہیں کہ فقہ جعفریہ کے علاوہ ہم اسے قبول نہیں کرتے۔ حالانکہ ایران میں سنی اقلیت کو سنی قانون تو کجا کوئی مسجد تک حاصل نہیں ہے۔ ہمارے پاس رپورٹ موصول تھی، مگر ایرانی زلزلے کی وجہ سے ہم نے شائع نہیں کی۔ اس طوفان میں سیکورازم کے مومنین قانتین، مغربیت کی فاسقانہ معاشرت کی ہیروئن کے سرمست، مال و جاہ کی مہرہ بازی کے مناظر، غیر مسلم اقلیتیں (جو واضح طور پر سیکورازم کو ترجیح دیتی ہیں)۔ بلکہ کون تردید کر سکتا ہے کہ اس میں صہیونی (موساد کے آدمی) ہندو (را کے آدمی) کابل سے لے کر بی بی سی کے آدمی، اور فنڈا منٹلہ ازم کے خلاف ہر جہاں چل سکنے والے امریکہ کی طرف سے سی آئی اے کے آدمی اس میں شریک نہیں ہوں گے۔ بچھر خواتین کے نام پر تمام اداکارائیں، گلوکارائیں اور کئی طرح کی کارائیں اور ماڈل گرلز، رقاصائیں شامل ہوں گی۔

اسی قسم کے مہاجن متی کے کنبے کو جو دین و اخلاق اور سیاسی اصول پسندی کے مقابلے میں مرفوع القلم ہو اُسے اگر حکومت صاحبہ سیاست جیسی شریفانہ ذمہ داری کے دائرے میں لاگھسیٹری گی تو کس قدر تخریبی نتائج پیدا ہوں گے۔

سانواں اندیشہ یا وسوسہ یہ ہے کہ اخبارات میں یہ بات کئی بار آچکی ہے کہ سندھ کارڈ تو استعمال ہو چکا۔ اب وزیراعظم کسی وقت شیعہ کارڈ استعمال کریں گی۔ آپ چاہیں یا نہ چاہیں، آپ کے مظاہراتی ہجوموں میں شیعہ بھرپور طریق سے آئیں گے۔ فساد انگیز نعرے لگائیں، اور کارڈ استعمال ہو جائے گا۔ جب یہ حالات کا گہرا مطالعہ رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ ایک طرف گلگت چترال سے لے کر (جہاں شیعہ آبادی بھی ہے اور اسماعیلی اڈا بھی بن گیا ہے) سری نگر تک نئی شیعہ سلطنت کی طرح ڈالنے پر لوگ سوچ

رہے ہیں، کیونکہ آثار سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ دوسری طرف یہ بات مشہور ہے اور شائع ہو چکی ہے کہ سندھ سے شروع کر کے گریٹر بلوچستان تا ایران تک شیعہ تسلط قائم ہو سکتا ہے۔ جب کہ سندھ اور بلوچستان (خصوصاً کوئٹہ میں) جارحانہ طرز عمل والے شیعہ موجود ہیں۔ ادھر آپ نے بہت سے محکموں اور بنکوں میں شیعہ افسر بہت مقرر کئے ہیں۔ اور عام ملازم بھی بھرتی کئے ہیں، لیکن ایوان میں نہیں بتایا کہ آبادی کے تناسب سے معاملہ کیا ہے؟ ہمارے اندر نہ فرقہ پرستی ہے، نہ شیعہ بھائیوں کو ہم غیر سمجھتے ہیں، مگر حقائق کو واضح رہنا چاہیے۔

اندریں صورت شہر بہ شہر تو علمائے اہل سنت کی مجالس قوم اس کے لیے اپنے لوگوں کو لب بند رکھنے اور صبر کرنے پر مجبور کریں گے، جب کہ دوسری طرف سے پہلے کی طرح جارحیت ہوگی، اور خصوصیت سے آپ کے طلب کردہ جلو سوں میں نجانے کیا کیا ہوگا۔ ہم نہیں کہتے کہ یہ باتیں ضرور صد فی صد درست ہیں یا ایسا ہونا چاہیے۔ ہم تو صرف آپ کو توجہ دلا رہے ہیں کہ اس خطرے سے قوم کو بچائیے۔ سارا کچھ متنزل ہو جائے گا خدا را سوچو کہ اس پاکستان کے لیے بڑوں اور چھوٹوں، ننھے منے لالوں کی جانوں اور ماؤں بہنوں کی عصمتوں کی کتنی قربانیاں دی گئی ہیں۔ اور اب اپنے ملک میں عین دور جمہوریت میں قوم سے یہ ظالمانہ خراج کس بے دردی سے لیا جا رہا ہے۔ اب جو مسلمان محکمہ مذہبی امور کے تعاون سے مسلمانوں کے خلاف لادینیت کی جنگ لڑیں گے، وہ آخرت کی عدالت میں خدا کو کیا جواب دیں گے کہ بے نظیر کو خوش کرنے کے لیے ہم نے شریعتِ بل کے خلاف جنگ کی۔ اور اسی رد میں ہم نے موجودہ لادینی نظامِ دینی نظام پر ترجیح دے کر قائم رکھا۔ ظالمو! بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن شفاعت تھامنے کا موقع کیسے پاؤ گے۔

خدا کے لیے خیال کرو کہ تم سب ایک عذاب کے گھیرے میں ہو اور روزِ دردناک واقعات ہو رہے ہیں۔ اور یہ واقعات زیادہ بڑے طوفان کا اشارہ کر رہے ہیں۔ خدا سے توبہ و استغفار کر کے اور نیکی کا کوئی کام کر کے اس طوفان سے بچنے کی دعا

کہو۔ اگر تم نے شریعتِ ہل کی مخالفت کی تو کوئی بلا ٹوٹ پڑے گی۔

ساری قوم آئندہ چند دنوں میں دیکھ لے گی کہ اُن کے اندر لادنیّت پسند، انحراف پسند، مرعیانِ نجدید، اعتقادی افتراقیت کے مسکور، منافق اور وقت کے جیابردہ وقت کے فدائی غلام، نسوانی حکومت کے سینڈل چاٹنے والے، مال و جاہ اور ذرا ذرا سی خواہش کے بتوں کے پُجاری، ہم میں کون کون سے ہیں اور کس کس طبقے سے برآمد ہوتے ہیں اور کس مرتبے کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ان کو قوم دیکھے اور پہچان لے کہ یہی اس کی مصیبتوں کا باعث ہیں۔

حرف آخر یہ کہ ہماری نسوانی حکومت کو شریعتِ ہل کی مخالفت کا جھوم مبارک

ہو۔

نیا شگوفہ

نہایت درجہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہماری وزیراعظم صاحبہ خدا کے مقابلے پر اتر آئی ہیں اور اس کے نازل کردہ حکمِ قرآن کو ماننے سے انکار کر کے ایک نصِ صریح کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکی ہیں۔

جنگ مورخہ ۲۰ جولائی میں فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں کے ہاتھ کاٹنا مناسب نہیں سمجھتے۔ قرآن کے یہ الفاظ صریح اور ناقابلِ تحریف و تاویل ہیں کہ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (سورة المائدة - ۳۸)

مخالفہ کی سزا قرآن میں یوں بیان ہوئی ہے:

أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيُهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ (المائدة - ۳۳)

قرآن کے نصوص صریح اور احکام واضح کی مخالفت کرنا اقتدار اور دولت کو تو شاید نقصان نہ پہنچائے مگر ایمان کے لیے تباہ کن ہے۔